آئی کیمپ میں جو ڈاکٹر اپنی ڈیوٹی لگواتے ہیں' اگر ہسپتال کی انتظامیہ ان کی ڈیوٹی لگاتی ہے اور انھیں اجازت دیتی ہے تو مریضوں کا متبادل انتظام کرنا' ہسپتال انتظامیہ کی ذمہ داری ہے۔ ڈاکٹر ہسپتال سے جو تنخواہ لیتے ہیں وہ ان کے لیے جائز ہے' جب کہ وہ ہسپتال انتظامیہ کے قواعد و ضوابط کی پابندی کرتے ہوں اور ان کی اجازت سے "آئی کیمپ" وغیرہ مہمات میں شرکت کرتے ہوں۔

زکوٰۃ و صدقات کی رقم کو ان کے مصارف میں صرف کرنا موجب ثواب ہے۔ جو شخص اپنے والدین کے ایصال ثواب کے لیے رقم لگاتا ہے اسے اپنے پاس سے زکوٰۃ کے علاوہ جائز مال' صرف کرنا چاہیے۔ زکوٰۃ کی ادایگی تو فرض ہے اسے تو بہرحال صرف کرنا ہے' اس کا ایصال ثواب سے تعلق نہیں ہے۔

ناجائز مال صدقہ کرنے کا ثواب نہیں ملتا۔ البتہ اپنے استعمال میں لانے کی بجائے' مستحق فقرا اور مساکین کی حاجات میں صرف کرنے کے نتیجے میں آدمی گناہ سے بچ جائے گا' صدقے کا ثواب نہیں ملے گا۔ واللہ اعلم بالصواب! (ع - م)۔

ختم قرآن پر معاوضہ

س : جب حفاظ کرام صلوٰۃ التراویح میں ختم قرآن کراتے ہیں تو بعض مساجد میں اس موقع پر حافظ صاحب کو تحفے میں کپڑوں کا جوڑا یا مٹھائی وغیرہ دی جاتی ہے۔ ختم قرآن کے موقع پر تقریب منعقد کر کے عام لوگوں میں مٹھائی بھی تقسیم کی جاتی ہے۔ خاص طور پر حافظ صاحب کے لیے چندہ بھی جمع کیا جاتا ہے۔

فضائل اعمال میں باب "فضائل قرآن" میں ایک روایت پڑھی کہ جس میں حضرت ابی بن کعبؓ نے کسی کو قرآن کی کوئی آیت سکھائی تو اس نے تحفے میں ان کو تیر کمان دی۔ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوئے تو حضورؐ کے استفسار پر ابی نے کہا: یہ تیر کمان مجھے فلاں نے قرآن کی آیت سکھانے کے نتیجے میں تحفتاً دی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ تحفہ نہیں' بلکہ تم نے جہنم کے تیروں میں سے ایک تیر لیا ہے۔ اس کی روشنی میں' حفاظ کا تحائف لینا کیسا ہے؟

ج : ختم قرآن کے موقع پر حافظ قرآن کو تحفہ پیش کرنا جائز ہے۔ آپ نے جو حدیث لکھی ہے اس کا تعلق مطلقاً تحفے سے نہیں ہے' بلکہ ایسے شخص سے تحفہ قبول کرنا ہے جو فقیر اور مسکین ہو اور خود اس بات کا مستحق ہو کہ اس کی اعانت کی جائے' خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ اس تحفے میں اجرت کا احتمال ہو۔

حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت میں تو ایک آدمی کو تعلیم دینے کا ذکر ہے اور حضرت عبادۃ بن صامتؓ کی روایت میں اصحاب صفہ کے چند لوگوں کو تعلیم دینے کا ذکر ہے۔ ابن ماجہ نے دونوں روایتیں

ذکر کی ہیں۔ حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت میں اصل الفاظ یہ ہیں کہ انھوں نے خود اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ حضرت عبادۃ بن صامتؓ کی روایت میں ہے کہ انھوں نے چند اصحاب صفہ کو قرآن پاک کی تعلیم دی تھی اور ان میں سے ایک آدمی نے ان کو ہدیے میں کمان دی تھی۔ یہ کمان بطور اجرت نہیں دی گئی تھی۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ کے ذہن میں اجرت کا خیال تک بھی نہیں تھا اور اسی لیے انھوں نے اس نیت سے کمان وصول کر لی تھی کہ یہ کوئی بڑا مال نہیں ہے اور نہ ہی اجرت میں لینے دینے کی چیز ہے' تاہم انھوں نے اسی خیال سے لے لی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم معلوم کر لیں گے۔ حضرت عبادۃ بن صامتؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ کا نبی کریمؐ سے یہ سوال اس بات کی دلیل ہے کہ یہ تحفہ تھا' اجرت نہ تھی۔ اس لیے کہ اجرت تو وہ ہوتی ہے جس میں کام بھی طے ہو اور اس کا عوض بھی طے ہو۔ بدایہ میں ہے: الاجارۃ عقد یرد علی المنافع بعوض ولا یصح حتّٰی تکون المنافع معلومۃ والاجرۃ معلومۃ۔ "اجارۃ" ایک ایسا معاہدہ ہے جس کا تعلق منافع کے معاوضے سے ہے' یہ اس وقت تک صحیح نہیں ہوتا جب تک کام اور انتفاع کا تعین نہ ہو اور اس کی اجرت متعین نہ ہو (بدایۃ' کتاب الاجارۃ)۔

جب کمان اجرت کے طور پر نہیں دی گئی تو پھر دوسری صورت یہی ہے کہ وہ تحفہ ہے۔ تحفے کا لین دین قابل اعتراض نہیں ہے' لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کے پیش نظر کہ یہ تحفہ اگرچہ احسان کے بدلے احسان کے طور پر دیا گیا ہے لیکن اسے اصحاب صفہ جیسے مخلصین سے' جنھوں نے اپنے آپ کو فی سبیل اللہ تحصیل علم اور جہاد کے لیے وقف کیا ہوا ہے' لیا جائے تو دینی تعلیم پر معاوضہ لینے کی بنیاد نہ بن جائے' فرمایا کہ اگر تم پسند کرتے ہو کہ آگ کا طوق گردن میں ڈالو تو پھر اسے قبول کر لو۔ حدیث کا اصل تعلق قرآن پاک کی تعلیم پر تحفہ لینے سے ہے۔ رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن پاک سنانا تعلیم نہیں ہے' اس لیے تراویح کے موقع پر جو تحفہ دیا گیا ہے' اس سے اس حدیث کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جہاں تک تعلیم القرآن پر اجرت کا تعلق ہے تو اس کی مختلف صورتیں ہیں اور ان کا حکم مختلف ہے:

۱۔ تعلیم القرآن یا دینی تعلیم یا دینی کاموں پر بیت المال سے تنخواہ لینا' یہ جائز ہے۔ خلفاے راشدین کے دور اور خیر القرون میں بیت المال سے دینی خدمات پر معاوضہ دیا جاتا تھا۔ خود خلفاے راشدین نے خلافت کی خدمات سرانجام دینے کے عوض بیت المال سے بقدر ضرورت' بقدر گزارہ معاوضہ لیا ہے۔

۲۔ خلافت اسلامیہ کے زوال کے بعد مسلمانوں کے پرائیویٹ اداروں اور تنظیموں نے ریاستی بیت المال کی جگہ دینی تعلیم کی ترویج و اشاعت کے لیے اپنے بیت المال قائم کر لیے' اور عرصۂ دراز سے دنیا بھر میں تعلیم و تربیت' دعوت و تبلیغ اور اقامت دین کا کام دینی مدارس کی انجمنوں' مساجد کی کمیٹیوں اور

اسلامی تنظیموں کے ذریعے سرانجام دیا جارہا ہے۔ یہ بھی بالکل جائز ہے اس لیے کہ اسلامی حکومت کے بیت المال اور پرائیویٹ انجمنیں تنخواہیں دے کر وہی فرض ادا کر رہی ہیں جو اُن پر عائد ہے۔

۳۔ تعلیم حاصل کرنے والوں سے معاوضے لے کر انھیں تعلیم دینا' صورت اختلافی ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک یہ جائز ہے اس لیے کہ یہ فرض کفایہ ہے' فرض عین نہیں ہے۔ ایک آدمی پر یہ بات تو فرض ہے کہ وہ تعلیم دے لیکن وہ مخصوص افراد اور مخصوص ادارے میں کام کرنے کا پابند نہیں ہے۔ اس لیے وہ مخصوص ادارے اور مسجد میں کام کرنے پر اجرت لے سکتا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دینی تعلیم' اذان اور امامت پر اجرت جائز نہیں لیکن متاخرین نے زمانے کے حالات بدلنے اور بیت المال کی طرف سے اس کا اہتمام نہ ہونے پر اس صورت کو بھی جائز قرار دے دیا۔ یہ اس سبب سے بھی کیا گیا کہ دینی تعلیم اور خدمات کا نظام ایسی صورت میں بند ہو جائے گا جب کارکنوں کے لیے یہ روزگار کا ذریعہ نہ ہو۔ اس لیے کہ عملاً ایسا نہیں ہو سکتا کہ لوگ اپنا ذریعہ معاش کسی اور چیز کو بنائیں اور تعلیم اور دینی خدمات رضاکارانہ طور پر سرانجام دیں (ہدایہ' کتاب الاجارۃ' ص ۳۰۳' عون المعبود' کتاب الاجارۃ' باب کسب المعلم' ص ۷۶' سنن ابن ماجہ' باب الاجر علی تعلم القرآن' ص ۱۵۶) (ع - م)۔

قرض کی ادائیگی موجودہ یا پرانی قیمت پر

س : میرے والد مرحوم نے سعودی عرب میں بعض احباب سے سعودی ریال قرض لیے۔ پھر پاکستان واپس آگئے۔ چونکہ سعودی عرب جا کے کما کر یہ قرض ادا کرنا ممکن نہ تھا' لہٰذا والد صاحب نے اپنے تئیں یہ رقم پاکستانی روپوں میں ادا کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس وقت ریال کی قیمت ۷ روپے تھی' اب ۱۴ روپے فی ریال ہے۔ کیا والد صاحب کی وفات کے بعد اب ہم ریال کی پرانی قیمت کے مطابق قرض ادا کریں؟ یا ریال کی موجودہ قیمت کے مطابق پاکستانی روپوں میں قرض ادا کیا جائے گا۔ قرآن و سنت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

ج : یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ والد صاحب کے ذمہ عائد قرضوں کو اتارنے کی فکر میں ہیں۔ حقوق العباد کی ادائیگی انتہائی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا ہوا ہے کہ حق داروں کے حقوق دنیا میں ادا نہ کیے گئے تو وہ انھیں آخرت میں دلوا کر چھوڑے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے دفاتر میں تین طرح کی چیزیں ہیں۔ ایک' وہ جن کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا' وہ شرک اور کفر ہیں۔ دوسرے' وہ جن کو دلائے بغیر نہیں چھوڑے گا' وہ حقوق العباد ہیں۔ تیسرے' وہ ہیں جو اللہ کی مرضی پر ہیں چاہے گا' تو بخش دے گا' چاہے گا تو سزا دے گا' یہ حقوق اللہ ہیں (جیسے نماز' روزہ)۔